ایک عظیم جرم

شرک

مصنف

ابوسعید احمد

ناشر

[illegible] جموں و کشمیر جمعیۃ منزل بربر شاہ سرینگر ۱۹۰۰۰۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک عظیم خطرہ

(شرک)

اِس کتاب میں انتہائی سادہ زبان میں شرک کے تعلق سے جو سب سے بڑی گمراہی ہے اور جس کی وجہ سے سارے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، وہ کن کن طریقوں سے ہمارے درمیان داخل ہو کر ہماری آخرت کے لئے خطرہ بن جاتا ہے. واضح کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔

مؤلف

ابو سعید احمد

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

سلسلہ اشاعت سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

نام کتاب :- ایک عظیم خطرہ (شرک)

نام مولف :- ابو سعید احمد

ناشر :- سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

طابع :-

مطبع :- ایس ایس پریس دہلی

سنہ اشاعت :- اکتوبر سنہ ۱۹۸۹ء

ملنے کا پتہ

دفتر سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل بربرشاہ سرینگر ۱۹۰۰۰۱

مکتبہ مسلم بربرشاہ سری نگر کشمیر

فہرستِ مضامین

الحمدللہ سلفیہ مُسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر نے اسلام کی ہمہ گیر تعلمات کو پھیلانے اور اس کی خصوصیات کو عام کرنے میں جو نمایاں خدمات انجام دیا ہے اس پر ہم اللہ کے شکر گذار ہیں۔

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر اسلامی فکر و عقائد کی اصلاح کے لئے جہاں تعلیمی اِداروں کو چلا رہا ہے وہیں لٹریچر کے ذریعہ اسلام کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ بھی انجام دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری دُعا ہے کہ وہ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور صراط مستقیم پر چلائے۔

ٹرسٹ کی جانب سے شائع ہونے والے تبلیغی کتابوں میں سے ایک کتابچہ یہ بھی ہے جو ہمارے پروگرام کی ایک کڑی ہے۔

ہمیں اُمید ہے کہ اس کتابچہ کے ذریعہ ہمارے لئے ہدایت کے راستے واضح ہو جائیں گے اور دین کی صحیح شکل سمجھ میں آجائے گی۔

سکریٹری
سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ
ٹرسٹ جموں وکشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

کائنات کا موجد، مالک اور حاکمِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ کائنات کے اس کرۂ زمین پر انسان اللہ کی طرف سے قطعی طور پر اس بات کا ذمہ دار ہے کہ وہ حاکمِ حقیقی کے منشاء و مرضی کو نافذ کرے اور اس نظامِ حق کو زندگی کی آخری سانس تک قائم کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتا رہے جو اللہ واحد کی عبادت اور اس کے احکام و قوانین کی اطاعت پر مبنی ہوتا ہے۔ جس کی دعوت انبیاء کرام علیہم السلام لے کر آئے ہیں۔ یہی درصل انسانی زندگی کا وہ اعلیٰ و ارفع نصب العین ہے۔ جس کے لئے انسان وجود میں آیا۔ انسان کے لئے یہ نہایت ہی شرف و امتیاز کی بات ہے کہ وہ اپنی دوڑ دھوپ اور سعی و جہد کا مرکز و محور اللہ تعالیٰ کے اسی متعین کردہ مقصدِ زندگی کو بنائے اور کبھی بھی اپنے آپ کو اس امتحانی مرحلہ زندگی میں یہاں کی چند روزہ بہار میں محو ہو کر جس کو قرآن مجید میں متاع الغرور (یعنی دھوکہ و فریب کی پونجی) سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ مادہ پرستی، نفس پرستی، خود پرستی، شخصیت پرستی، اور اس قسم کی دیگر پرستشوں میں آلودہ نہ ہو تو انسان کی یہ سب سے بڑی سعادت ہے جو اسے آخرت کی ابدی فلاح و کامرانی سے ہمکنار کرے گی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی جو مومن کا مطلوب و مقصود اور منتہا ہے نصیب

فرمائی جائے گی۔

بڑا ہی ظلم ہوگا کہ انسان اس سعادت و فلاح کے بجائے شبہات کا راستہ اختیار کرکے شرک و کفر میں مبتلا ہو جائے پھر خالق حقیقی کی بہت بڑی ناشکری اور ناسپاسی ہوگی کہ اس کی مخلوق ہو کر، اس کی پیدا کردہ نعمت کھا کر اس کا برسایا ہوا میٹھا پانی پی کر، اس کی زمین پر چل پھر کر اور اس کے آسمان کے نیچے سانس لے کر خود اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کو پوجنے لگے یا اپنے جیسے انسانوں کو اس کا ہمسر ٹھہرائے۔ یہ انسان کی ایسی بدبختی، بدنصیبی اور محروم القسمتی ہے کہ جس سے بڑھ کر تباہی تاراجی، گراوٹ اور خسران کا تصور نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ قرآن مجید میں اس ظلم عظیم کا یوں ذکر فرمایا گیا ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

یا بنیّ لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم ۝	اے بیٹے اللہ کی ذات میں کسی کو شریک نہ کرنا بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔
(سورہ لقمان آیت ۱۳ پ ۲۱)	

آج اسی ظلم عظیم نے ساری دنیا کے چین و سکون، امن و عافیت اور عدل و انصاف کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا ہے۔ امت مسلمہ بحیثیت امت دعوت نہ صرف اپنا دامن شرک جیسی لعنت سے پاک رکھے۔ بلکہ ساری عالم انسانیت کو اس ظلم عظیم کے ارتکاب سے بچائے رکھنے کے عظیم مشن کو اپنی تمام تر قوتوں صلاحیتوں اور ذرائع و وسائل کے ساتھ جاری رکھے۔

واقعہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے انسان کو اس کرۂ ارض پر خلعتِ خلافت عطا فرما کر ایک بہت بڑے منصب عالیہ پر فائز فرمایا ہے۔ گویا وہ خاک نشین تو ضرور ہے لیکن آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا ہے۔ فرش پر وہ رہتا ضرور ہے۔ لیکن اس کی پرواز عرش کی طرف ہوتی ہے۔ لیکن یہی انسان اگر اپنے

منصب و مقام کا احساس نہ کرتے ہوئے شرک کی آلودگیوں میں اپنے آپ کو مبتلا کرے تو گویا اس نے اپنے شرف و امتیاز کا گلا گھونٹ کر رکھ دیا ہے۔ چنانچہ اسی کیفیت کی تصویر قرآن مجید میں یوں پیش فرمائی گئی ہے۔

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ

(سورہ حج آیت ۳۱ پ ۱۷)

یکسو ہو کر اللہ کے بندے بنو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا اور اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اس کو ایسی جگہ لے کر پھینک دیگی جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔

مشرکین کا کیسا عبرتناک مرقع پیش فرمایا گیا ہے۔ یہی وہ عظیم خطرہ ہے جو ہر انسان کو ہر وقت لاحق رہتا ہے جس سے اللہ کے فضل کے سہارے خود کو بچانا اور دوسرے لوگوں کو بچانا امتِ مسلمہ کی عظیم ذمہ داری ہے۔ اس کے لئے مستقل بنیادوں پر تقریری، تحریری انداز سے ہر حیثیت میں سعی و جہد جاری رہنا چاہیئے۔

حق تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہمارے رفیق جناب احمد بن علی نے "شرک ایک عظیم خطرہ" کے عنوان سے ایک کتاب تالیف فرمائی ہے۔ جس میں نہایت ہی آسان سلیس شستہ زبان میں اور عام فہم انداز سے شرک کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور بتلایا ہے کہ شرک کی مختلف شکلیں کیا ہیں۔

موصوف نے الحمد للہ نہایت وضاحت کے ساتھ اپنی کتاب میں بتلایا ہے کہ شرک کن کن محاذوں اور موریچوں سے ہماری زندگیوں میں اعلانیہ اور خفیہ طور پر داخل ہوتا ہے اور کس طرح یہ ہماری زندگی کے صاف و شفاف

چشمہ کو گدلا کر دیتا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی توقع ہے۔ کہ حتی المقدور جو بھی مواد اس کتاب میں عنوان واری جمع کر دیا گیا ہے۔ وہ انشاء اللہ نہایت ہی مفید ثابت ہوگا اور اس کتاب کا جسے ہر گھر میں موجود ہونا چاہیئے قبول عام نصیب ہوگا۔

حق تعالیٰ سے دُعا ہے کہ راہِ حق میں تقریری، تحریری اور جان ومال سے جہاد کرنے والوں کی سعی وجہد کو پذیرائی نصیب ہو اور آخرت میں اللہ کی مغفرت اور خوشنودی کے حصول کا موجب ہو۔

فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک عظیم خطرہ

شرک

حق تعالیٰ کی اس وسیع و عریض دنیا پر انسان اپنے علمی، سیاسی، تمدنی ارتقا میں اس قدر منہمک ہے کہ اُسے فرصت ہی نہیں ملتی کہ وہ غور کرے کہ اس کائنات کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ اور اس پیدا کرنے والے کا بندوں پر کیا حق ہے؟ یہ وسیع اور عریض کائنات کیوں وجود میں لائی گئی ہے۔

ان سوالات پر سنجیدگی سے غور کریں تو زندگی میں انقلاب پیدا ہو جائے بے راہ روی اور گمراہیاں ختم ہو جائیں اور دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے نتیجۃً صرف ایک اللہ کی عبادت اور اسی بے ہمتا کی حکمرانی ہو گی، اسی سے امیدیں وابستہ ہوں گی، اور اسی سے خوف ہو گا۔

لیکن انسان کی صورتِ حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام چیزوں کا وہ پرستار بن کر رہ گیا ہے۔ ظہورِ اسلام سے پہلے تین سو ساٹھ بتوں کا رونا تھا لیکن اب اس سے کہیں زیادہ بت تراش لئے گئے ہیں۔ اور وہ ان ہی کی عقیدت اور پرستش میں لگے ہیں۔ انسان کو اس روش سے ہمیشہ کی تباہی، بربادی، ہلاکت اور شدید عذاب کے سوا کچھ پلّے نہ پڑے گا۔ یہ ایسا خسارہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی خسارہ نہیں۔

اس خسارہ سے بچانے اور اس عظیم خطرہ سے واقف کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں پیغمبروں اور رسولوں کو روانہ کرتا رہا ہے تاکہ لوگ شرک کی حقیقت سے واقف ہوجائیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ط (سورہ حم سجدہ آیت ۱۴)	خدا کے رسول اُنکے پاس آگے پیچھے سے آئے اور انہیں سمجھایا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

جنہوں نے اِس دعوت کو قبول کیا وہ آخرت کے خسران اور تباہی سے بچ گئے اور جنہوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عتاب کے مستحق ہوئے۔

سب سے آخر میں نبی محترم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اپنے ۲۳ سالہ دورِ نبوت میں بحسن وخوبی ساری عالم انسانیت کے... سامنے یہ پیغام رکھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ حضور کے بعد نبوت کا... سلسلہ ختم ہوگیا اب یہ ذمہ داری صحابہؓ کے کاندھوں پر پڑی اور انھوں نے ساری دُنیا کو توحید کے نور سے منوّر کر دیا۔ بعد کے ادوار میں بھی داعیان خیر وحق اٹھتے رہے اور توحید کی دعوت پھیلاتے رہے لیکن اب یہ عظیم ذمہ داری اُمت کے ایک ایک فرد کی ہے کہ خود کو شرک سے بچاتے ہوئے ساری عالم انسانیت کو اس خطرہ سے آگاہ کرے اور توحید کو دُنیا میں عام کرے۔

یہ ہمارے لئے جائے صد ہزار ماتم ہے کہ وہ امت جو دنیائے انسانیت کو کفر وشرک سے بچانے کے لئے بھیجی گئی، وہی آج کفر وشرک کا نمائندہ بن کر عالم انسانیت کے سامنے پیش ہورہی ہے۔ صد افسوس ہے کہ وہ امت جو خیر وصلاح کو پھیلانے کے لئے دُنیا میں برپا کی گئی۔ وہی اصلاح کی محتاج ہوگئی۔ تو پھر یہ امت کس طرح عالمی بگاڑ کے سُدھارنے اور سنوارنے میں اپنا رول ادا کرسکتی ہے؟

آیئے آپ اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کے سہارے اس سنگین جرم شرک سے بچنے کا تہیہ کرلیں۔ حقیقت یہی ہے کہ اسی شرک کی وجہ سے ہماری عبادتیں رائیگاں جاتی ہیں بلکہ آخرت کی ہمیشہ کی زندگی آتشِ دوزخ کی نذر ہوجاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ مہلت عمل کے ختم ہونے سے پہلے ہم اپنا عمل درست کرلیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں قتل کردیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے مگر اللہ کی ذات میں کسی کو شریک نہ کرنا۔

زیر نظر کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ شرک کی ممکنہ صورتیں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں پیش کی جائیں تاکہ خدانخواستہ ایک آدھ چیز میں اگر ہم نادانی اور ناواقفیت سے ملوث بھی ہو جائیں تو صدق دل سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر اس فعل شنیع سے بچ جائیں تاکہ آخرت سنور جائے۔

شرک ناقابلِ معافی جُرم ہے

شرک کے تعلق سے ضروری ہے کہ یہ واضح کیا جائے کہ یہ کتنی تباہ کن چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ کتنا بڑا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی اور کو شریک سمجھنا شرک کہلاتا ہے۔

سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ انبیاء کرامؑ کا ذکر اس طرح فرماتا ہے۔

وَلَوْاَشْرَكُوْالَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّاكَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝	اگر کہیں ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کا سب کیا کرایا غارت ہوجاتا۔
(سورہ انعام آیت ۸۹ پ)	

سورۂ زمر میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح ڈرا رہا ہے۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝
(سورۃ زمر آیت نمبر ۶۵ پ ۲۴)

اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے بھی سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور آپ خسارہ اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے۔

غور و فکر کا مقام ہے کہ شرک کا عمل محبوبؐ خدا سے بھی خدا نخواستہ سرزد ہو جائے تو وہ بھی ماخوذ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا واضح اعلان اس طرح آیا ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا
(سورہ نساء آیت ۴۸ پ ۵)

بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشے گا، اس کے علاوہ جس قدر گناہ ہے جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھہرایا اس نے بہت بڑا جھوٹ کہا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی۔

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ تمام گناہ سوائے شرک کے قابل معافی ہیں لیکن مشرک کے لئے معافی نہیں۔ صحیح بخاری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اس حال میں مر جائے کہ وہ اللہ کا شریک کرتا ہو جہنم میں جائیگا ایک اور جگہ ارشاد ہے چاہے تمہیں کوئی قتل کر دے یا آگ میں جلا دے تب بھی تم شرک نہ کرنا۔ (بخاری)

ان آیات اور احادیث سے یہ واضح ہوا کہ شرک سے ہمارے سارے اعمالِ خیر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اعمال صالحہ جہاں اُخروی کامیابی کے لئے ضروری ہیں وہیں اُن کو شرک کی آلودگیوں سے بچانا ازبس ضروری ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم سمجھیں کہ ہم نیک اعمال کر رہے ہیں اور بے خبری میں ہمارے اعمال حبط ہو جائیں۔

پس اس خطرہ سے واقف ہوکر اس سے بچنے اور بچانے کی کوشش کرنا ہمارے لئے بے انتہا ضروری ہے ورنہ اس خطرہ میں گھر کر ہم آخرت تباہ کرلیں گے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم انتہائی غور وفکر سے دیکھیں کہ ہمارے اعمال میں شرک کس طرح نفوذ کررہا ہے ہم نہ صرف نگرانی کریں بلکہ اس کی بیخ کنی کرکے اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کریں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

سب سے پہلے عبادات پر نظر کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰہَ (ھود) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو۔

اس پیغام کو عام کرنے کے لئے تمام پیغمبروں کو دنیا میں بھیجا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۝ (سورہ انبیاء پ۱۷ رکوع ۲ آیت ۲۵)

ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس ہم نے یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔

عبادات کو ہم تین حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

(۱) بدنی عبادات (۲) مالی عبادات، (۳) لسانی عبادات۔ بدنی عبادات میں نماز، اور اس کے افعال قیام، رکوع، سجود، روزہ، طواف حج وغیرہ مالی عبادات میں زکوٰۃ، صدقات، قربانی وغیرہ، لسانی عبادات میں دُعا، اذکار وغیرہ آتے ہیں۔

نماز

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی

فَاعْبُدْنِی وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ٥ اِلٰہ نہیں ہے بس تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم کر۔

(سورہ طٰہٰ آیت ۱۴)

معلوم ہوا کہ نماز اللہ کی یاد کا سب سے بہتر طریقہ ہے۔ اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے قائم کی جاسکتی ہے۔ ظاہر ہے اگر نماز اللہ کے سوا دوسروں کے لئے بھی پڑھی جائے تو وہ شرک یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرنا ہو جاتا ہے۔

آپ نے بارہا دیکھا ہوگا بعض مسلمان نماز سے فارغ ہوکر مسجد ہی میں کسی قدر ترچھے ہوکر ہاتھ باندھ لیتے ہیں پھر کچھ پڑھ کر ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ بھائی یہ عمل کیا ہے تو جواب دیتے ہیں۔ یہ صلوٰۃ غوثیہ ہے۔ (پیران پیر عبدالقادر جیلانیؒ کی نماز ہے) جو بہ سمت بغداد اپنا چہرہ کرکے ہم ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس نماز کے فضائل اور برکات گنواتے ہیں۔ نعوذ باللہ

بے انتہا رنج و ملال ہوتا ہے کہ شیطان کس طرح ان کے اعمال کو ضائع کر رہا ہے اور وہ خوش فہمی میں ہیں کہ ہم پنج وقتہ نمازی ہیں۔ اُن کے اس عمل کی وجہ سے ان کی حقیقی عبادتیں بھی ٹھکرا دی جاتی ہیں۔

الغرض نماز صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے قائم کی جاسکتی ہے۔ قرآن اقیموا الصلوٰۃ کے حکم سے بھرا پڑا ہے غیروں کے لئے نماز کا قیام شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسی غلطی سے بچائے۔ آمین۔

قیام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ کھڑے رہو اللہ کے لئے عاجز بنے ہوئے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ عاجزی اور خاکساری سے کھڑے ہونا صرف

اللہ تعالیٰ کے لئے زیبا ہے۔ نماز میں ہم جس طرح عاجزی اور انکساری سے قیام کرتے ہیں اسی طرح کسی اور کی تعظیم اور بزرگی کرنے کے لئے کھڑا ہونا نامناسب فعل ہے۔ یہ گویا مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر قرار دینا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے بعد تمام مخلوق سے چاہے وہ پیغمبر ہوں، صحابہ ہوں یا اولیاء اللہ ہوں یا صالحین ہوں سب سے بڑھ کر ہے یہ ہمارا ایمان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طریقہ کو اچھا سمجھا وہی ہمارے لئے بہتر ہوگا۔

ترمذی شریف میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھا۔ باوجود اس کے جب صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو آپ کے لئے کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ اس کو پسند نہیں فرماتے۔ (ترمذی)

امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کو اس بات سے خوشی ہو کہ لوگ بُت کی طرح اس کے لئے کھڑے رہیں اس کو اپنی دوزخ کی نشستگاہ ٹھیک کرلینی چاہیئے۔ (ترمذی)

ان احادیث کی روشنی میں ہمارے سرمایہ داروں کو چاہیئے کہ غریبوں سے نخوت رعونت اور تکبر کا برتاؤ ترک کردیں، اور علما اور مشائخ اپنے شاگردوں اور مریدوں سے وہ تعظیم نہ کروائیں جس کو رسولِ مقبول اپنے لئے قطعی پسند نہ فرماتے تھے۔

پس معلوم ہوا کہ قیام بغرضِ تعظیم صرف اللہ تعالیٰ کے لئے روا ہے۔ اور یہ عبادت کا جزو ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے لئے یہ ناروا فعل ہے۔

رکوع وسجود

رکوع وسجود نماز کے اجزاء ہیں۔ اور صرف نماز میں اللہ تعالیٰ کے لئے ادا کیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ غیر معمولی خوشی اور فضل پر بھی سجدہ کیا جاتا ہے جو سجدہ شکر کہلاتا ہے۔ وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے۔

آج کل ہمارے اکثر مسلمان بھائیوں نے درگاہوں اور چلّوں کو سجدہ گاہ بنا رکھا ہے۔ اور مشائخین کرام کو سجدہ کیا جاتا ہے جو علانیہ حکم خداوندی کی خلاف ورزی اور شرک فی العبادت ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے۔

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ

(سورہ حم سجدہ آیت ۳۷)

سورج اور چاند کو سجدہ مت کرو (بلکہ) اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے۔ اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

پس معلوم ہوا کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ نہیں ہے۔ اسی کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ ایک صحابی قیس بن سعدؓ کو حیرہ جانے کا اتفاق ہوا وہاں انھوں نے دیکھا کہ لوگ جب رئیس شہر کے دربار میں جاتے ہیں تو سجدہ کرتے ہیں۔ واپس آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ جواب ملا، کیا تم میری قبر پر سے گذرو گے تو سجدہ کرو گے" انھوں نے جواب دیا نہیں، تو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو پھر جیتے جی بھی سجدہ نہ کرنا چاہیئے۔ (ابو داؤد)

معلوم ہوا زندہ بزرگ ہو یا صاحبِ قبر ہوں کسی کو بھی سجدہ نہیں کیا

جا سکتا۔ اور جب حضورؐ خود اپنے لئے اس شرکیہ فعل کو پسند نہ فرمائیں تو آپ سے بڑھ کر کون اس شرف کا مستحق ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔"وارکعوا مع الراکعین" رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ، اس آیتِ کریمہ سے رکوع اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہوتا ہے۔ پس سجدہ اور رکوع کا حقیقی مستحق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے لئے رکوع اور سجدہ شرک ہے۔ چاہے وہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ ہی کیوں نہ ہوں۔ حضورؐ نے سابقہ امتوں پر صرف اسی وجہ سے لعنت فرمائی کہ انھوں نے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔

طواف

ایک ایسی منفرد عبادت ہے جو ساری دنیا میں صرف ایک ہی جگہ ممکن ہے اور وہ مقام اللہ تعالیٰ کا گھر کعبۃ اللہ ہے۔ جس کے گرد طواف کیا جاتا ہے اور صرف وہی اس قابل ہے کہ اس کے گرد طواف کیا جائے۔ یہ طواف ایک اہم عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے لئے ادا نہیں کی جا سکتی۔

وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ اور خانہ کعبہ کا طواف کرو۔

حکم خداوندی تو کعبۃ اللہ کے طواف کا تھا۔ ہم نے ہر اونچی قبر اور چلّوں کے اطراف طواف کرنا شروع کر دیا۔ فرمائیے کیا یہ نیک کام ہو سکتا ہے، یا احکام خداوندی کی خلاف ورزی ہے یقیناً یہ شرک ہے وہ مخصوص عبادت جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کی جانی چاہیئے تھی اس کو ہم دوسری جگہ بھی ادا کرنے لگے۔

دُعا

دُعا کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَۃ (احمد)

دعا ہی عبادت ہے ۔ ایک اور مقام پر فرمایا گیا ۔ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَہ (ترمذی) دُعا ہی عبادت کا مغز ہے یہاں آپ کی توجہ عبادت کے اس اہم جزو کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے ۔ جس میں امت کا ایک بڑا گروہ غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا ہے ۔

مشرک اور کافر دیوی دیوتاؤں، شجر حجر نہ معلوم کتنے ان گنت خداؤں سے دُعا مانگتے ہیں ۔ مسلمانوں نے بھی نہ معلوم کتنے مقامات دُعا کے لئے تجویز کر لئے ہیں ۔ کبھی کسی پتھر و چبوترہ سے (جیسے مولا کا پہاڑ، خود ساختہ چلے) کبھی قبروں سے (جیسے اولیاء اللہ کے مزار) کبھی کپڑے اور لکڑیوں سے (جیسے تعزیہ، حسینؓ کا علم، بی بی کا علم) دُعائیں مانگتے ہیں حالانکہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی اس قابل نہیں ہے کہ وہ کسی کی مدد کر سکے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَ لَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

(سورہ یونس آیت ۱۰۶ پ ۱۱)

مت پکارو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو جو نہ تجھے فائدہ دے اور نہ نقصان دے اگر تو نے ایسا کیا تو تو بھی ظالموں میں سے ہو جائے گا ۔

ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے ۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ ۝

(سورہ احقاف آیت ۵)

اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو اسے قیامت تک جواب نہیں دے سکتے وہ اُن کی دُعاؤں سے بھی بے خبر ہیں ۔

معلوم ہوا جنھیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکار رہے ہیں وہ اُن کی دعاؤں سے بے خبر ہیں ۔ بلکہ یہ خود ساختہ معبود اور بزرگ بروز قیامت ان

کے دشمن ہو جائیں گے۔

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝

(سورۃ احقاف آیت ۶)

جب میدان حشر میں سب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ (بزرگ ومعبود جن سے یہ دعائیں کر رہے تھے) ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا انکار کریں گے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان تمام معبودانِ باطل کی مجبوریوں اور بے بضاعتیوں کا اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

(سورہ رعد آیت ۱۴)

اور جن کو یہ لوگ (اللہ تعالیٰ) کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کا کچھ کام بھی نہیں نکال سکتے ہیں مگر ایسے ہی جیسے کوئی اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے تاکہ پانی (دور رہی سے) اس کے منہ میں پہونچ جائے حالانکہ پانی کبھی بھی اس کے منہ تک آنے والا نہیں اسیطرح کافروں کی پکار بے کار ہے۔

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ یہ تمام جھوٹے معبود جن سے مانگا جارہا ہے مجبور محض ہیں۔ قرآن پاک میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ہمارے دل ودماغ کی گرہ کھولنے کے لئے نہایت ہی بلیغ انداز میں ارشاد فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ

لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے غور سے سنو کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی

وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ

(سورۃ حج آیت ۷۳)

بھی نہیں بنا سکتے گو سارے کے سارے جمع ہو جائیں بلکہ اگر مکھی ان سے کچھ لے کر بھاگے تو یہ اس سے چھین بھی نہیں سکتے۔ بڑا کمزور ہے طلب کرنے والا اور بڑا کمزور ہے جس سے طلب کیا جا رہا ہے۔

اس آیت کریمہ میں کتنے واضح انداز سے یہ حقیقت ذہن نشین کرائی گئی ہے کہ لوگ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ سب مل کر ایک مکھی بنانا تو کجا جو کچھ مکھی لیکر اڑتی ہے اس کو بھی وہ چھڑا نہیں سکتے اس کے بعد بھی اگر جھوٹے معبودوں اور خواہ مخواہ کے خود ساختہ خداؤں کے ارد گرد گھوما جا رہا ہو تو یہ ہمیشہ کی تباہی اور خسران کے سوا کچھ نہیں۔

چنانچہ دوسرے مقامات پر حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ

(سورہ فاطر آیت ۱۳)

اللہ تعالیٰ کے سوا تم جن کو پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔

دوسری آیت میں اس طرح بیان کیا گیا۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝

(سورۃ النحل آیت ۲۱)

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کو پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے بھی خالق نہیں ہیں بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔ مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں۔ ان کو کچھ نہیں معلوم کہ انہیں کب اٹھایا جائیگا۔

خالق ارض و سما کی کیسی شان کریمی ہے کہ ہم کو شرک کی آلودگیوں اور ناپاکیوں

سے دور رکھنے کے لئے اپنی کتاب قرآن مجید کے مختلف مقامات پر مختلف انداز سے حق کو کھول کھول کر بیان فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن جن بزرگوں کو پکارا جاتا ہے اس کے تعلق سے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مردہ ہیں کسی چیز کو پیدا کرنا تو درکنار یہ بھی علم نہیں رکھتے کہ کب اُٹھائے جائیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ کو پکارنا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ جو کہ حی قیوم ہے ارشاد فرماتا ہے۔

قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (سورۂ مومن آیت ۶۰ پ ۱۳)

تمہارے رب نے کہا تم مجھے ہی پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ

اسی کو (اللہ تعالیٰ کو) پکارنا ہی حق ہے۔

ان آیات اور احکام کے علاوہ اس حکم کی اور توضیح کی گئی۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (البقرہ ۱۸۶)

اے نبیؐ میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دو میں ان سے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب بھی رب۔ پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو سنتا ہوں جواب دیتا ہوں لہٰذا انہیں چاہیئے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ یہ بات انہیں سنا دو شاید کہ وہ راہ راست پر آجائیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (سورہ ق آیت ۱۶)

کہ ہم تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

ایسے زندہ، حی، قیوم، حاضر و ناظر خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارنا کتنی بدبختی ہے اور اس کی خدائی میں دخل اندازی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا سَئَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ

جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے سوال کرے اور جب مدد طلب کرے تو اللہ ہی سے مدد طلب کرے۔

ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وضاحت سے ارشاد فرمایا کہ ہر چھوٹی بڑی چیز کے عطا کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

یسئل احدکم ربہ حاجتہ کلھا حتی شسع نعلہ اِذَا انقطع فانہ اِن لم ییسرہ لم یتیسر

چاہئے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی حاجت اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ بھی جب وہ ٹوٹ جائے کیونکہ اللہ اگر میسر نہ فرمائے تو جوتے کا ایک تسمہ بھی میسر نہیں آسکتا۔

عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ بار بار مانگنے اور طلب کرنے سے جھنجھلا جاتے ہیں اس کے برعکس اللہ تعالیٰ بار بار نہ مانگنے والوں پر ناخوش ہوتے ہیں۔

مَنْ لَمْ یسال اللّٰہ یغضب علیہ (ترمذی)

جو اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

افسوس صد افسوس کہ ایسے مالک اور پروردگار کو چھوڑ کر ہم لاچار اور بے بس انسانوں کو اپنا مشکل کشا اور فیض رساں اور حاجت روا سمجھیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جو سردار اولیاء کہلاتے ہیں، اپنی کتاب فتوح الغیب میں فرماتے ہیں "اپنی تمام حاجتیں اللہ کے حضور پیش کرو اور تمام خلقت سے منہ موڑ کر اس کے آگے جھک جاؤ، اپنے دلوں کو غیر اللہ سے پاک رکھو اور اس کے سوا کسی سے نفع و نقصان کی امید نہ رکھو"

غور کا مقام ہے اللہ تعالیٰ کا حکم، حضورؐ کے فرمان اور عبدالقادر جیلانیؒ کے فرمودات آخر کس بات پر دلالت کرتے ہیں یہی نہ کہ دُعا اور مدد صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کی جائے اور ہر نماز میں ہم سے یہی اقرار لیا جاتا ہے۔

ایاک نعبد وایاک نستعین (سورہ فاتحہ)

نماز سے فارغ ہوتے ہی ہماری دوعملی کا آغاز ہوتا ہے۔ اور دوسروں سے بھی دعا اور مدد طلب کی جاتی ہے۔ دراصل یہی شرک ہے۔ اس لئے ہم کو صدق دل سے اب یہ تہیہ کرلینا چاہئے کہ ہم چھوٹی بڑی ہر ضرورت براہ راست اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کریں گے۔

یہاں تک بدنی عبادتوں کا ذکر تھا اب مالی عبادت کے تعلق سے بھی غور فرمایئے۔

قربانی

ایک اسلامی شعار ہے۔ جو عیدالاضحیٰ اور حج کے موقعوں پر ادا کی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ
(سورۃ الکوثر ایت ۲)

پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کرو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ
(سورۂ حج ایت ۳۴)

ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کا ایک قاعدہ مقرر کردیا ہے تاکہ لوگ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے اُن کو بخشے ہیں۔

قربانی کے تعلق سے حضورؐ نے سختی سے ارشاد فرمایا۔

مَنْ وجد سعتہ فلم یضح

جو شخص استطاعت رکھتا ہو پھر

فلا یقربن مصلانا (مسند احمد)

قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

قربانی دراصل ایک عبادت ہے۔ اس عبادت میں اللہ تعالیٰ کو جانوروں کا خون اور گوشت نہیں پہونچتا بلکہ تقویٰ پہونچتا ہے۔ تقویٰ سے مراد وہ جذبہ ایثار اور خلوص ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے بندوں کے دلوں میں ہوتا ہے۔

اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی الوانکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم (مسلم)

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور رنگوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔

اسی طرح ایک جگہ حکم دیا گیا۔

قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

بے شک میری نماز اور قربانی کرنا اور جینا سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

پس معلوم ہوا قربانی اللہ رب العزت ہی کے لئے ہونی چاہئے اسی لئے حضورؐ نے فرمایا کہ لعن اللہُ لمن ذبح لغیر اللہ۔ (مسلم)

جس نے اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نام کی قربانی کی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

قربانی صرف گائے اونٹ دُنبہ پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ یہ اپنے اندر ایک عظیم مفہوم رکھتی ہے کسی جاندار چیز کا کسی کے نام پر چڑھانا یا وقف کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے ایک واقعہ بیان فرمایا جس کو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

طارق بن شہابؓ کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص ایک مکھی کی بدولت جنت میں گیا اور ایک شخص ایک مکھی کی وجہ سے جہنم میں گیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یہ کیسے یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا، کہ دو آدمیوں کا گذر ایک قوم پر سے ہوا جن کا ایک بت تھا۔ ان کا دستور تھا

کہ یہاں سے کسی کو گذرنے نہ دیتے تھے تاوقتیکہ اس بت پر کچھ چڑھایا نہ جائے سو انھوں نے اِن دونوں میں سے ایک کو کہا کہ کچھ چڑھا دے وہ بولا میرے پاس چڑھانے کو کچھ نہیں ہے۔ بولے کچھ نہ کچھ ضرور چڑھا دے۔ اگرچہ ایک مکھی ہی سہی۔ اس شخص نے ایک مکھی مار کر چڑھا دی تب اسے چھوڑ دیا۔ پس یہ شخص اپنے اس شرک کی وجہ سے جہنم میں داخل کیا گیا۔ پھر اُن لوگوں نے دوسرے سے کہا کہ میاں تو بھی کچھ چڑھا دے وہ بولا میں تو کبھی اللہ عزوجل کے سوا کسی کے واسطے کچھ چڑھاوا نہیں چڑھاتا۔ سُو ان لوگوں نے اس کی گردن ماردی پس یہ شخص جنّت میں داخل ہوا۔ (احمد)

اس واقعہ پر غور فرمائیے کس طرح ایک مکھّی کے چڑھا دے پر وہ شخص جہنم کا مستحق ہوا۔ تو پھر ہماری قوم جو دوسروں کے نام بکرے، مُرغے اور کیا کیا چیزیں چڑھاتی اور قربانی کرتی ہے کس طرح اللہ کے غضب سے بچ سکے گی جب دوسروں کے نام کی قربانی شرک ہے تو ہمیں اس عظیم گناہ سے خود بچ کر اپنے بھائیوں کو بھی بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ ہماری قربانیاں چڑھاوے، درگاہوں، چلّوں اور تعزیالوں پر سینہ تانے ہمارے ایمان کی بربادی کا مژدہ سُنا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے نذرونیاز مانگنا شرک ہے

نذرونیاز کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم کو اپنے مقصد میں کامیابی ہو تو ہم راہِ خدا میں خرچ کریں گے اور ایسی نذر جو اللہ سے مانگی جائے جائز ہے۔ اگر اس کے علاوہ کسی مخلوق کی نذر مانگی جائے تو حرام اور شرک ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لا نذر الا فی ما بتغی بہ وجہ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرو نکی

نذر ایک عبادت ہے جو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جاسکتی ہے۔ اس کے برعکس اگر بندوں سے نذر مانگی جائے تو غیر اللہ کی عبادت ہو گی اور یہی شرک ہے۔

چنانچہ کفاران قریش اپنے مال کا ایک حصہ اللہ کی نذر اور دوسرا حصہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کے لئے علیحدہ کرتے تھے اور اُن کے لئے جانور ذبح کرتے تھے۔ یعنی اس طرح وہ سمجھتے تھے کہ خدا بھی خوش اور ہمارے دیوتا بھی خوش وہ اپنے خیال باطل میں کہتے تھے جسے قرآن نقل کرتا ہے۔ هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَائِنَا یعنی گویا خود انھوں نے نذر و نیاز کو شرک کا ذریعہ بنایا۔

آج کل ہم مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ میں دیکھتے ہیں کہ ہر ماہ کچھ رقم اناج ضرور پیروں کے نام سے نکالتے ہیں اور مخصوص موقعوں پر بزرگوں کی نیاز کی جاتی ہے۔ ٹھنڈے دل سے غور کیجئے کیا یہ فعل کفاران قریش کے طریقہ سے ملتا جلتا نہیں ہے۔ جب وہ شرک اور حرام ہے تو پھر ہمارا یہ عمل خیر و فلاح کا باعث کس طرح ہو سکتا ہے نذر کے سلسلہ میں یہ پہلو بھی پیش نظر ہونا چاہیئے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ ہی سے مانگی گئی ہو لیکن اس کی تکمیل میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو تو اس کو ہرگز پورا نہ کرنا چاہیئے۔ مثلاً اگر فلاں کام میں کامیاب ہو جاؤں تو فلاں کی جان لے لوں گا۔ یہ ایسی نذر ہے جس میں سراسر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ اس کو قطعی پورا نہ کرنا چاہیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللہ" جو نذر اللہ کی نافرمانی کی ہو اس کو پورا نہیں کیا جائے گا۔ اور حضور نے فرمایا اس نذر کو بھی پورا نہ کیا جائے گا جو اس کی وسعت سے باہر ہو۔ (ابوداؤد)

اگر کسی چیز کو غیر اللہ کے نام سے مشہور کر دیا جائے کہ اس کی نذر و قربانی سے قربت حاصل کی جائے گی حرام ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" معنی: اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ کے نام پر شہرت دینے

سے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے۔ جیسے ہم سید صاحب کا بکرا، اجالے شاہ صاحب کے مرغ، مدار صاحب کا ملیدہ فلاں فلاں اس طرح کی تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اور یہ تمام چیزیں نذر و نیاز ہی کی ہوتی ہیں۔ یہی غیر اللہ کی عبادت ہے اور یہی شرک ہے۔

البتہ نذر اللہ تعالیٰ کی مانگی جاسکتی ہے اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ حضورؐ نے ایسی نذروں کو جو اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے اپنے اور اپنے رشتہ داروں کی طرف سے نذر پوری کرنے کو کہا۔

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے نذر مانگنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو دُکھ درد دور کرنے کے لئے پکارنا اور فریاد کرنا شرک ہے

اکثر مسلمان اُٹھتے بیٹھتے یا غوث، یا مشکل کشا، یا خواجہ مدد کر، یا علی مدد کر، ہماری فریاد سن وغیرہ کہا کرتے ہیں۔ ایسا کہنا سخت گناہ اور شرک ہے۔ اگر یہ بات گراں گزرے گی لیکن کیا کیا جائے ہمارا ان واہی تباہی باتوں سے اور ان کے نقصانات سے واقف ہونا ضروری ہے ورنہ خدشہ ہے آخرت تباہ نہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ

(سورہ یونس آیت ۱۰۶ پ ۱۱)

اور مت پکارو اللہ کے سوا ایسے کو جو نہ تجھے فائدہ دے سکے اور نہ نقصان۔ سو اگر تو ایسا کیا تو تو بھی اس وقت ... ظالموں میں سے ہو جائے گا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

(سورۃ یونس ع ۱۱ آیت ۱۰۷ پ ۱۱)

اگر اللہ تعالیٰ تجھے کسی قسم کا ضرر پہنچانا چاہے تو کوئی بجز اللہ کے دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھ پر احسان کرے تو کوئی بھی اس کے فضل کو روکنے والا نہیں اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے عطا کرتا ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

دراصل اللہ تعالیٰ ہی کسی کی مدد اور کسی پر فضل کر سکتا ہے کسی دوسرے کی طاقت نہیں کہ کسی کی تکلیف دور کرے اسی بات کو اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے۔

وَمَن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ

(سورۃ النمل ع ۵ آیت ۶۲ پ ۲۰)

کون ہے کہ لاچار اور مضطر کی دعا کو قبول کرتا ہے جب وہ پکارتا ہے اور اس کے دکھ درد کو دور کرتا ہے۔

یقیناً کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے جو پریشان حال کی تڑپ اور پکار کو سنے۔ جب اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ میرے سوا کوئی دوسرا پکار کو نہیں سنتا، ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (سورہ یونس) تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔

لیکن بھلا ہو ہماری قوم کا کہ اس نے زندہ جاوید اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارنا شروع کر دیا۔ غور کیجئے کیا ہمارا یہ عمل شرک نہیں ہے۔

ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فریاد صرف اللہ تعالیٰ سے کی جا سکتی ہے۔ حضور کے زمانہ میں ایک منافق تھا جو مسلمانوں کو سخت ایذائیں دیتا تھا۔ پس بعض لوگوں نے کہا کہ چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منافق کی بابت فریاد کریں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّهُ لَا يُسْتَغَاثُ بِي إِنَّمَا

مجھ سے فریاد نہیں کی جا سکتی صرف

یستغاث باللہ (طبرانی) اللہ تعالیٰ سے فریادی کی جاسکتی ہے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ بزرگ ہیں۔ آپ نے اپنے کو اس سے مبرا فرمایا تو ہم سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو غوث اعظم (سب سے بڑا فریاد سننے والا) کہیں کیسے درست ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت میں ہم کیسے کسی دوسروں کو شریک کرسکتے ہیں۔ اسلئے دوسروں سے فریاد کرنا شرک ہے۔

اللہ اور اس کے رسولﷺ کے حکم کے مقابلہ میں علماء و مشائخ کی بات کو تسلیم کرنا شرک ہے

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ برائۃ کی یہ آیت تلاوت فرمارہے تھے۔

اِتَّخَذُوٓا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ

اُن لوگوں نے (اہل کتاب نے) اپنے احبار (عالم) اور رہبان (راہب) کو رب بنایا اللہ کے سوا۔

جب حضورؐ یہ آیت تلاوت فرمارہے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عدی بن حاتمؓ جو پہلے عیسائی تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے تو انھوں نے منجملہ اور سوالات کے ایک سوال یہ بھی کیا تھا کہ اس آیت میں ہم پر علما اور درویشوں کو خدا بنا لینے کا جو الزام عائد کیا گیا ہے۔ اس کی اصلیت کیا ہے۔ جواب میں حضورؐ نے فرمایا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جو کچھ تمہارے درویش اور علما حرام قرار دیتے اُسے تم لوگ حرام سمجھتے اور جو کچھ یہ لوگ حلال قرار دیتے اسے حلال جانتے تو عدیؓ نے جواب دیا کہ یہ تو ہم ضرور کرتے رہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا بس یہی اُن کو خدا بنا لینا ہے۔

پس اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ شریعت کے احکامات حلال اور حرام میں

اگر ہم اپنے علما، صوفیا، یا بزرگان دین کے قول کو مان کر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نظر انداز کریں تو گویا ہم نے وہی کام کیا جو بنی اسرائیل (اہل کتاب) نے کیا تھا۔ یعنی شریعت سازی کا حق، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے چھین کر دوسروں کے حوالے کر دیا؟ کیا یہ شرک نہیں ہے۔

بالفاظِ دیگر جو لوگ انسانی زندگی میں جائز اور ناجائز کے حدود مقرر کرتے ہیں تو گویا انھوں نے اپنے آپ کو خدائی کے مقام پر فائز کر لیا ہے۔

اب یہاں کچھ دیر توقف فرما کر غور فرمائیے کہ کیا ہم نے بھی امم سابقہ کی طرح خدائی احکام میں تصرف کا حق اپنے علماؤں اور بزرگوں کو دیا ہے کہ نہیں، اگر ایسا ہو رہا ہو تو ہمیں ایسے شرکیہ اعمال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا چاہیئے۔

ہمارے پیارے رسول افضل الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکمل شریعت بحکم خداوندی لے کر آئے اور ناطق حکم خداوندی بھی نازل ہو گیا کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (سورۃ المائدہ ع آیت ۳ پ ۶)

آج کے دن دین مکمل کر دیا گیا اور نعمت پوری کر دی گئی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے۔

معلوم ہوا کہ دین اسلام میں کمی و بیشی کی قطعی گنجائش نہیں ہے۔ اور حضورؐ کے ذریعہ مکمل دین ہم تک پہونچ گیا۔ اور حضورؐ کا ہر حکم شریعت قرار پایا۔ کیونکہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (سورۃ النجم پ ۲۷ آیت ۳/۴)

نبی اپنی زبان سے کچھ نہیں کہتے مگر جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (سورۃ النساء پ ۵ آیت ۸۰)

جس نے رسولؐ کی اطاعت کی پس اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ

ان لوگوں کو ڈرانا چاہیئے، جو آپ کے

اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ فِتۡنَةٌ اَوۡ يُصِيۡبَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ (سورۃ النور پ۱۸ آیت ۶۳)

حکم کی مخالفت کرتے ہیں اس لئے کہ انہیں کوئی فتنہ یا دردناک عذاب نہ پہونچ جائے۔

ظاہر ہے کہ شریعت کے تمام احکام لسان نبوی ؐ سے ہی ہمیں ملے ہیں۔ اگر ہم حضور کے نافذ کئے ہوئے قانون میں کسی بزرگ، امام یا دلی کی عقیدت میں تبدیلی لاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے حضورؐ کی لائی شریعت کو ناقص سمجھا اور ان بزرگوں کو شریعت سازی کا حق دیدیا۔ جو دراصل حقوق خداوندی میں دست درازی ہے اور یہی شرک ہے۔ اور یہی عمل علما اور بزرگوں کو خدا بنانا ہے۔

بات اگرچہ گراں گذرتی ہے۔ آخرت کی سرخروئی کے لئے ہم کو اس اہم مسئلہ پر غور کر کے حقیقت کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے ورنہ آخرت میں ہاتھ ملنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

اس لئے دین کے احکامات میں ہم بالکلیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر ہی انحصار کریں۔ عقیدت اور غلو کر کے احکامات میں خرد برد سے اپنے آپ کو بچالیں اسی میں ہماری اخروی فلاح ہے۔

یہ عقیدہ کہ بزرگ اپنی مرضی سے شفاعت کریں گے شرک ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ہر مسلمان متمنی ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی مرضی سے شفاعت کریں گے غلط ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ (سورۃ البقرہ آیت ۲۵۵)

کون ہے جو اللہ کی اجازت (اذن) کے بغیر شفاعت کرے۔

اس بات کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ آپ قیامت

کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کر کے تسبیح و حمد کریں گے پھر آپ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھاؤ سنا جائے گا۔ سوال کرو دیا جائے گا، اور شفاعت کرو شفاعت قبول کی جائے گی معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے آپ شفاعت کریں گے۔

حضورؐ نے فرمایا کہ میں شفاعت اسی کی کروں گا جو دل سے توحید کا اقراری ہے ابو ہریرہؓ نے عرض کیا آپ کی شفاعت کا زیادہ حقدار کون ہو گا تو حضورؐ نے فرمایا جس نے خالص دل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہو۔

غور کیجئے اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ بزرگ یہ شخصیت بھی شفاعت اللہ کے حکم کے بغیر نہ کر سکے گی تو پھر ہمارا یہ عقیدہ کہ ہم فلاں بزرگ کا دامن پکڑ کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ فلاں بزرگ ہماری سفارش اللہ تعالیٰ سے کریں گے۔ انتہائی مہمل بات ٹھہری۔ اور اللہ تعالیٰ خود لوگوں کے ایسے من گھڑت خیالات پر تعجب فرماتے ہیں۔

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ○

(سورہ یونس: ۱۸)

یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو اُن کو نہ نقصان پہونچا سکتے ہیں اور نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (شفاعت کریں گے) اے محمدؐ اُن سے کہو کہ تم اللہ تعالیٰ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے نہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں پاک ہے وہ اور بالاتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔

پس معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر جب کوئی زبان نہیں کھول سکتا۔ پھر لوگ کس طرح اپنی مرضی سے ہر بزرگ کو اپنے حق میں شافع ٹھہرا رہے ہیں۔ کفارانِ قریش کا بھی یہی ادعا تھا کہ یہ بزرگ جن کی ہم پرستش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہمارے

سفارشی بنیں گے کیا بعینہٖ یہی اعتقاد ہمارا بھی نہیں ہے پھر وہ مشرک ٹھہرے اور ہم موحد کیسے ہونگے؟
کفارانِ قریش کا قول تھا۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (زمر پ۲۴ آیت ۳ ع۱)	ہم ان کی پرستش اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کردیں۔

آج ہم بھی بزرگان دین اور اولیاء اللہ سے بھی توقعات وابستہ کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ تعالیٰ سے قریب کردیں گے پھر ہمارے اس خود ساختہ دعویٰ پر کوئی دلیل بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۚ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّ لَا يَعْقِلُوْنَ ۞ (زمر پ۲۴۔ آیت ۴۳)	کیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان لوگوں نے دوسرے شفیع بنا رکھے ہیں اُن سے کہو کیا وہ شفاعت کریں گے خواہ اُن کے اختیار میں کچھ نہ ہو اور وہ سمجھتے بھی نہ ہوں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا۔ سورۃ الزمر پ۲۴ ع۵ آیت ۴۴)	کہہ دو ہر قسم کی شفاعت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔

اس آیت کریمہ سے بھی یہی معلوم ہوا کہ تمام کی تمام شفاعتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو وہ انبیاء اور اولیاء اللہ اور بزرگان دین میں جس کو چاہے گا اس بات کی اجازت دے گا کہ فلاں شخص کے تعلق سے تم سفارش کرسکتے ہو تو پھر یہ بزرگ حکم الٰہی سے اس شخص کے حق میں شفاعت کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی کہ موحد جنّت میں داخل ہوں تو حضورؐ کی شفاعت اُن کے حق میں ہوگی اگر کوئی مشرکانہ عقائد کے ساتھ شفاعت کی امید رکھے گا تو وہ گھاٹے میں رہے گا۔

ہم اس مہلت عمل کو غنیمت جانیں اور شرک کی آلودگیوں سے بچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق بن جائیں ورنہ آخرت میں پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا یہاں جن جن کے دامن پر بھروسہ کیا جارہا ہے وہ دعوے کہیں کھوکھلے نہ ثابت ہوں۔ تحقیق کر کے اپنی اصلاح کرلیں اسی میں ہماری اُخروی کامیابی پوشیدہ ہے۔

خواہشات نفسانی کا غلام ہونا شرک ہے

ارشاد خداوندی ہے۔

أَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾

(الفرقان۔ ۴۳۔ ۴۴)

کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اللہ بنا لیا ہے کیا تم ایسے شخص کو راہ راست پر لانے کا ذمہ لے سکتے ہو؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ اِن میں سے اکثر سنتے سمجھتے ہیں یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی گئے گذرے۔

اللہ اور اس کے رسول کا حکم معلوم ہونے پر اُس کی تاویل کر کے یا اسے نظر انداز کر کے اپنی نفس کی خواہش پر عمل کرنا گویا اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہرانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ دین کی راہ میں دولت خرچ کی جائے اور نفس اس کے خلاف فتویٰ دیتا ہے کہ تو مفلس ہوجائے گا۔ پھر کسی اور موقع پر یہی نفس اپنی خواہش اور برتری کے لئے فضول رسومات پر کئی گنا زیادہ رقم خرچ کروا دیتا ہے اور وہاں انسان نفس کے فریب میں آکر خوشی خوشی فضول خرچی کرتا ہے۔ یعنی نفس کا حکم غالب آگیا اللہ تعالیٰ کے حکم پر اور یہی نفس کی بندگی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس

میں منتفرق نہ ہو جاؤ لیکن نفس کا موٹا پا اتحاد و اتفاق کی ہر تحریک میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔
اور یہی نفس اور نفسانی حرکات سب سے بڑا سبب ہے جس کی وجہ سے امت مسلمہ کئی فرقوں اور پارٹیوں میں بٹی ہوئی ہے ہر ایک اپنی خواہش نفس سے مزید پھوٹ بنتا ہے۔ پس اللہ کے حکم کو پس پشت ڈالنا اور اپنی خواہش نفس کو پورا کرنا ایسا عظیم جرم اور شرک ہے جس کی وجہ سے دین کی بنیادیں متزلزل ہو جاتی ہیں۔
اسی سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اس آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے معبود پوجے جا رہے ہیں ان میں اللہ کے نزدیک بدترین معبود وہ خواہش نفس ہے جس کی پیروی کی جا رہی ہو۔ (طبرانی)
اگر یہی خواہش نفس عقل کے تابع ہو تو انسان اللہ کے کلام اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں راہ متابعت متعین کر سکتا ہے اور اس سے تو نفع بھی کی جا سکتی ہے کہ صحیح خطوط پر قائم رہ سکے گا۔ اس کے برعکس اگر انسان نفس کا بندہ اور خواہشوں کا غلام ہو جائے تو وہ ایک شترِ بے مہار ہے، جدھر جدھر خواہشات اُسے لے جائیں گے بھٹکتا پھرے گا۔
آگے چل کر اللہ تعالیٰ ایسے محروم عقل کے تعلق سے فرماتا ہے کہ جو شخص احکام خداوندی کے تحت نفس کو تابع نہ کرے وہ جانور تو کیا جانور سے بھی بدتر اور گئے گذرا ہوا۔ کیونکہ جانور عقل نہیں رکھتے مگر قانون فطرت کی پابندی تو کرتے ہیں لیکن حضرت انسان عقل کا غلط استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کی ذات میں اپنے نفس کو شریک کر دیتا ہے۔
خود پسندی بھی نفس کا ایک دھوکہ ہے۔ بہر حال نفس کی خواہش پر چل کر ہی انسان الٰہی احکامات سے انحراف کرتا ہے جو در اصل مالک حقیقی کو چھوڑ کر نفس کی پیروی ہوئی۔ یہی پیروی انسان کو مشرک بنا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خواہش نفس کی پیروی کے بُرے انجام سے بچائے۔ آمین۔

ریاکاری شرک ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کا خوف مجھے تم پر مسیح دجّال سے زیادہ ہے پھر آپ نے فرمایا وہ شرک خفی سے اس طرح کہ ایک آدمی نماز کے لئے کھڑا ہو پھر اپنی نماز کسی آدمی کو دکھانے کے لئے عمدہ پڑھے۔ (احمد)

یعنی اس شخص کا خشوع وخضوع جو اللہ تعالیٰ کے حضور تھا۔ اور نماز خالص اللہ تعالیٰ کے لئے تھی۔ اب اس کا خیال نماز کو بہتر بنا کر پڑھنا ہوا تاکہ دوسرا دیکھنے والا شخص اس کے تعلق سے اچھی رائے قائم کرے پہلے مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت تھا اب مقصد عبادت کے ساتھ ساتھ دوسروں کی رضامندی اور خوشنودی ہوگیا۔ یعنی یہ دکھاوا جو حقیقی عبادت میں اضافہ ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ اس دیکھنے والے شخص کے لئے ہوا۔ پس یہی شرک فی العبادت ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انداد کا شرک اس قدر پوشیدہ ہے۔ جیسے کوئی سیاہ چیونٹی سیاہ پتھر پر اندھیری رات میں چلے۔ یعنی یہ عمل ریا انتہائی پوشیدگی سے انسان کو مشرک بنا دیتی ہے۔ اور آدمی اپنی نسبت میں سمجھتا ہے کہ میں اچھے کام کر رہا ہوں۔

اسی لئے حضورؐ نے ایک جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں سب شریکوں کی نسبت شرک سے بہت بے پروا ہوں جو شخص کوئی عمل کرے اور میرے ساتھ کسی غیر کو شریک کرے (یعنی ریا کرے) تو میں اس کو اور اس کے شریک دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔ (مسلم)

ایک مرتبہ حضورؐ نے صحابہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے جُبّ الحزن سے پناہ مانگو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب الحزن کیا چیز ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ دوزخ میں ایک وادی ہے جس سے دوزخ دن میں سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کون لوگ جائیں گے آپ نے فرمایا قرآن پڑھنے والے جو ریا اور نمائش کی نیت سے اعمال کرتے ہیں۔ (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی۔ پس اس نے شرک کیا، جس نے دکھاوے کی خیرات کی پس اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کا روزہ رکھا پس اُس نے شرک کیا۔

ابو ہریرہؓ ایک حدیث کو جو ریاکاری کے بارے میں ہے بیان کرتے ہوئے تین مرتبہ بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ اندازہ کیجئے صحابہ کرامؓ کے دل میں کتنا خوف خدا رچ بس گیا تھا۔ آپ نے اس حدیث کو یوں بیان فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو لوگ بلائے جائیں گے وہ تین اشخاص ہیں ایک وہ شخص ہے جس نے قرآن کو جمع (حفظ) کیا، اور دوسرا وہ شخص جو اللہ کی راہ میں شہید ہوا، اور تیسرا وہ شخص جو مالدار (سخی) تھا تو اللہ تعالیٰ قرآن پڑھنے والے سے پوچھے گا۔ کہ کیا میں نے تجھے وہ چیز نہیں سکھائی جو میں نے اپنے رسولؐ پر نازل کی، وہ کہے گا ہاں اے پروردگار، اللہ تعالیٰ پوچھے گا پھر تو نے اس کو سیکھ کر کیا عمل کیا وہ کہے گا رات رات بھر اور دن دن بھر اس کو پڑھا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے تیرا مقصود اس پڑھنے سے یہ تھا کہ یہ کہا جائے... (مشہور ہو) کہ فلاں شخص قرآن (بہت) پڑھتا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور تو قاری مشہور ہو گیا۔ پھر مالدار شخص پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کیا میں نے تجھ کو اتنی وسعت (اور قدرت) نہ دی کہ میں نے تجھ کو کسی کا محتاج نہ بنایا وہ کہے گا ہاں اے پروردگار، پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو نے میری دی ہوئی چیز میں کیا عمل کیا وہ کہے گا کہ میں رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتا تھا اور خیرات کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تیرا ارادہ اس (خیرات) وغیرہ سے یہ تھا کہ تو کہا جائے اور (مشہور ہو) کہ فلاں شخص بڑا سخی ہے چنانچہ ایسا ہی کہا گیا (اور تو سخی مشہور ہو گیا) پھر وہ شخص پیش کیا جائے گا جو اللہ کی راہ میں مقتول ہوا تو اللہ تعالیٰ

اس سے پوچھے گا تو کس امر میں قتل ہوا، وہ کہے گا کہ تو نے اپنی راہ میں جہاد کا حکم دیا تھا تو میں نے جہاد کیا حتیٰ کہ قتل ہوا، تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے، اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری نیت اس جہاد سے یہ تھی کہ یہ کہا جائے (مشہور ہو) کہ فلاں شخص بڑا بہادر ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (اور تو بہادر مشہور ہوگیا) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہؓ کی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ یہ تین اشخاص وہ ہیں جو مخلوقات میں سے سب سے پہلے دوزخ میں جائیں گے۔ (مسلم، ترمذی، نسائیؒ)

ایک اور جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس غرض سے علم حاصل کرے کہ علماء سے مقابلہ اور فخر کرے اور سفہاء سے بحث و مباحثہ کرے اور لوگوں کے قلوب کو اپنی طرف پھیرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ (ترمذی) گویا وہ اس طرح اپنی علمیت اور بزرگی لوگوں کو دکھلا کر اُن کو مرعوب کرنا، اور دیگر لوگوں سے اس کی قدر و منزلت اور شہرت چاہتا ہے۔ کیونکہ علم صحیح کا تقاضہ تو یہ ہے کہ دین کی تبلیغ حکمت اور موعظت سے کی جائے نہ کہ فخر و مباہات کے ذریعہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسی فکر و عمل کا حامل شخص دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ کیونکہ اس کا مقصد حصولِ علم سے رضائے خداوندی نہ تھا، بلکہ کبر و غرور اور لوگوں کو نیچا دکھانا اس کا مقصد تھا یقیناً ایسا آدمی ہی ریاکار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ریاکار اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا کیونکہ اس کی ریاکاری خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین نہیں رکھتا اس کی ساری جدو جہد اور سعی و عمل کا مقصد یہ تھا خلق خدا میں اس کی بزرگی و شرافت کا رعب بیٹھے اور جو بھی وہ عمل کرے لوگ ہی اس کا اجر دیں۔ اسی وجہ سے اس کی ریاضتیں اور عبادتیں اسی دُنیا کے لئے ہو کر رہ جاتی ہیں اور وہ آخرت میں ناکام اور نامراد ہو جاتا ہے اور بالآخر مشرک بن کر اس کا خاتمہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ریا جیسے بدترین خفی شرک سے بچائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ رکھنا شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیا کہ صرف مجھ ہی پر بھروسہ کیا جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ (ابراہیم آیت ۱۲) — بھروسہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۔ (سورۃ الزمر پ۲۴ ع۴ آیت ۳۶) — کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (انفال پ۱۰ آیت ۶۴، ع۸) — اے نبی تمہارے لئے اور تمہارے پیرو اہل ایمان کے لئے تو بس اللہ ہی کافی ہے۔

ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ کہو۔

قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝ (رعد پ۱۳، آیت ۳۰، ع۴) — ان سے کہو وہی میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی میرا ملجا و ماویٰ ہے۔

ایک اور جگہ حضور کی زبانی کہلوایا گیا۔

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝ (سورہ ہود پ۱۲، ع۸، آیت ۸۸)

ابراہیم علیہ السلام نے بھی آگ میں ڈالے جاتے وقت یہ دعا فرمائی تھی۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (سورہ آل عمران ع۱۸ پ۴، آیت ۱۷۳) اور اسی دعا کو حضور

نے جنگ اُحد کے دن بھی دُہرایا۔

ان آیات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ توکل اعلیٰ درجہ کی توحید اور توکل نہ کرنا توحید کی ضد یعنی شرک ہے۔ اسی توکل کے تعلق سے حضورؐ نے فرمایا۔ جو شخص چاہتا ہے کہ سب انسانوں سے زیادہ طاقتور ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ سب سے بڑھ کر غنی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جو کچھ، اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس پر زیادہ بھروسہ رکھے بہ نسبت اس چیز کہ جو اس کے ہاتھ میں ہے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ عزت والا ہو جائے اسے چاہیئے کہ اللہ عزّ وجل سے ڈرے۔ (ابن ابی حاتم)

پس معلوم ہوا کہ توکّل (اللہ پر بھروسہ) انسان کو طاقتور، نڈر اور قناعت پسند بناتا ہے اور یہ اہل ایمان کی امتیازی شان ہے چنانچہ ہماری یہی آواز ہونی چاہیئے۔

هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ التوبۃ پ۱۰ آیت)

اللہ ہی ہمارا مولا ہے اور ایمانداروں کو اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

اولاد کا عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے غیروں سے منسوب کرنا شرک ہے

آج کل کثرت سے یہ سنا جاتا ہے کہ فلاں بزرگ کے آستانہ پر حاضری دینے سے اولاد ہوئی۔ اور انہی کے نام سے اولاد کو منسوب کر دیا۔ جیسا کہ مشہور واقعہ ہے کہ سلیم چشتیؒ نے اکبر بادشاہ کو اولاد عطا کی اور اس نے لڑکے کا نام سلیم رکھ دیا۔ اسی طرح کسی ولی کی مزار پر گئے اور اولاد طلب کی اور بچے کا نام اُن سے متعلق کر دیا حالانکہ اولاد کا دینا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

(سورہ شوریٰ پ ۲۵ ، ۴۹، ۵۰)

اللہ ہی کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین میں پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں دیتا ہے جس کو چاہے بیٹے، یا ملادیتا ہے ان کو بیٹے بیٹیاں اور جس کو چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے، وہی علیم وقدیر ہے۔

معلوم ہوا کہ اولاد کا نہ دینا اور اولاد کا دینا صرف اللہ تعالیٰ کے قبضۂ اختیار میں ہے۔ لیکن لوگ غیروں سے منسوب کرکے عظیم شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جیسے ارشاد ہے۔

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

(اعراف ۹، ۱۹۰)

جبکہ انہیں تندرست بچہ دیا تو انھوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اس چیز میں کہ انہیں دیا، اللہ تعالیٰ اُن کے شرک سے برتر ہے۔

یعنی اولاد کی پیدائش کو وہ بزرگوں کا عطیہ سمجھتے ہیں حالانکہ ان بزرگوں کو کچھ اختیار نہیں جبکہ وہ خود مخلوق ہیں۔

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ (اعراف آیت ۱۹۱)

کیا ایسوں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو جو خود کچھ پیدا نہیں کرسکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔

اسی کے بعد پھر ارشاد ہوا۔

وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ (اعراف آیت ۱۹۲)

اور وہ ان کی کچھ مدد نہیں کرسکتے اور نہ ہی وہ اپنی جانوں کی کچھ مدد کرسکتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے صریح اعلانات کے بعد بھی ہمارے خیالات یہی ہوں کہ اولیاء اللہ اولاد عطا کرتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کی بات ہوگی۔

حضورؐ نے یہاں تک فرمایا کہ کسی غیر اللہ کے نام کے ساتھ عبد آجائے تو وہ بھی شرک ہے جیسے عبدالکعبہ، عبدالعزیٰ، عبدالنبی، عبدالرسول، بندہ علی وغیرہ یہ پورے نام مشرکانہ ہیں جس سے اللہ کے بندوں کا غیر اللہ کے بندے ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

ایک اور واقعہ احادیث میں آتا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ تین مرتبہ حواؑ کی اولاد مر گئی، چوتھی مرتبہ آپ نے اولاد کی محبت میں شیطان کے بہکاوے میں آکر بچہ کا نام عبدالحارث رکھ دیا، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یہی جَعَلَا لَہٗ شُرَکَآءَ ہے۔ حارث شیطان کا نام ہے۔ عبدالحارث میں شیطان کا بندہ ہونا ظاہر ہوتا ہے اور یہی شرک ہے غور فرمایئے کس طرح اپنی اولاد کو غیر اللہ کا عطیہ سمجھنا شرک سے بالاتر ہو سکتا ہے معلوم ہوا کہ اولاد کو اولیاء اللہ کا عطیہ سمجھنا شرک ہے۔

حضورؐ نے یہاں تک فرمایا کہ کوئی اپنے غلام کو عبدی یا اَمتی کہہ کر نہ پکارے صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ اپنے رب کو کھانا کھلا، وضو کرا بلکہ کہے میرا سردار، میرا آقا اور اپنے غلام کو عبدی اور لونڈی کو اَمتی کہہ کر نہ پکارے بلکہ میرا غلام، میرا خادم، میری خادمہ کہے۔

پس معلوم ہوا کہ الفاظ کی ادائیگی میں بھی شرک ہوتا ہے۔ ایسے تمام امور مشرکانہ افعال میں داخل ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک سے بچائے۔ آمین

غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ (سورۃ المائدہ آیت ۸۹) اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ قسم کھائی جا سکتی ہے۔ پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس کس چیز پر قسم کھائی جا سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں ہدایات ملتی ہیں۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ داداؤں کی قسم نہ کھاؤ، جو اللہ کی قسم کھاتے اسے راضی ہو جانا چاہیئے اور جو راضی نہ ہو وہ اللہ والوں سے نہیں۔ (ابن ماجہ) ایک مرتبہ حضورؐ نے حضرت عمرؓ کو اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو بلند آواز سے فرمایا اپنے باپ۔ داداؤں کی قسم نہ کھاؤ جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کی قسم کھائے۔ (بخاری)

لوگ اللہ کی قسم لین دین کے موقع پر تجارت کو فروغ دینے کے لئے کھاتے ہیں اگر دھوکہ دینے کی نیت سے قسم کھائی جاتی ہو تو وہ ذاتِ باری تعالیٰ کی توہین ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم سامان کو بیچنے والی اور کمائی سے برکت کو مٹانے والی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور حدیث میں ارشاد نبویؐ ہے قسم کھا کر مال خریدنے اور بیچنے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز نہ پاک کرے گا اور نہ ان سے بات کرے گا اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے۔

وَعَنْ ابن عمر قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حلف بغیر اللہ فقد اشرک۔ (ترمذی)

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی بیشک شرک کیا۔

اگر کوئی شخص اتفاقاً کبھی کسی غیر اللہ کی قسم کھائے تو اسے چاہیئے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے اور لا الٰہ الا اللہ پڑھ لے۔ چنانچہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قسم کھانا چاہے اور پھر قسم کھا بیٹھے لات اور عزیٰ کی تو

چاہیئے کہ پھر کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۔ (بخاری مسلم)
پس معلوم ہوا کہ اگر قسم کھانا ضروری ہی ہے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے اور پھر قسم کھا کر جو وعدہ کیا جائے اسے پورا کیا جائے ۔ اگر کبھی بھول کر غیر اللہ کی قسم زبان سے نکل گئی ہو تو فوراً اس شرک سے توبہ کر کے ایمان کی تجدید کر لے ۔ اللہ تعالیٰ اس مشرکانہ کام سے ہم سب کو بچائے ۔ آمین

اگر ایسا کرتے تو ایسا نہ ہوتا کہنا شرک ہے

ارشاد خداوندی ہے ۔

يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ (آل عمران ۱۵۴)

وہ کہتے ہیں اگر اختیارات میں ہمارا کچھ حصہ ہوتا تو یہاں نہ مارے جاتے ۔

منافقین کا یہ خیال تھا کہ جہاد میں حصہ لینے سے ان کی موت واقع ہوئی اسی بات کا جواب اللہ تعالیٰ اس طرح دیتے ہیں ۔

قُلْ لَّوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ (آل عمران ۱۵۴)

ان سے کہہ دو اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی تھی وہ خود اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے ۔

ایک اور جگہ منافقین نے اسی طرح کہا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے ۔

الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ (آل عمران آیت ۱۶۸)

یہ وہی لوگ ہیں جو خود تو بیٹھے رہے اور ان کے بھائی جو لڑنے گئے اور مارے گئے ان کے متعلق انھوں نے کہا (کہ) اگر وہ ہماری بات مان لیتے تو مارے نہ جاتے ۔

ان منافقین کا ایسا کہنا دراصل اللہ تعالیٰ کے مقدرات کا انکار ہے جو کہ ایمان

کا ایک جز ہے ۔ اسی لئے ان منافقین کو جواب دیا گیا ۔

قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (آل عمران آیت ۱۶۸) اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو خود تمہاری موت جب آئے ٹال کر دکھا دینا ۔

معلوم ہوا کہ ہر چیز کا وقت مقرر ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی تقدیر ہے اس میں کسی کی سمجھ اور عقل اور ہوشیاری کو دخل نہیں ۔ چنانچہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

"حرص کر اس بات پر جو تجھے نفع دے اور اللہ سے مدد مانگ عاجز نہ بن اگر تجھے کوئی مصیبت پہونچے تو یہ نہ کہنا کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ایسا ہوتا لیکن یہ کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا اور جو اس نے چاہا ہوا ۔ اس لئے کہ "اگر" شیطانی عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے ۔

ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس کی کُتیا نہ ہوتی تو ہمارے یہاں چور آجاتے، اگر گھر میں بطخ نہ ہوتی تو چور آجاتے اور اس طرح کہ آدمی کسی سے کہے جو اللہ چاہے اور تم چاہو، اور اس طرح کہے کہ اگر اللہ اور فلاں شخص نہ ہوتا ۔ اللہ کے ساتھ فلاں کو نہ لا ۔ یہ سب اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے ۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ۔ جو اللہ چاہے اور تم چاہو تو آپ نے فرمایا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرایا ۔ اس طرح کہا کرو جو اکیلا اللہ تعالیٰ چاہے ۔

ان حوالوں سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حکم میں کوئی شریک نہیں نہ اس کی قائم کی ہوئی تقدیر میں کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے ۔ اس لئے یہ سمجھنا کہ ہم ایسا کرتے تو ایسا ہوتا شرک ہے ۔ اس لئے ہمیں انتہائی احتیاط سے زبان کھولنا چاہئے ۔

✲ ✲ ✲ ✲ ✲

اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو بھی علم غیب ہے سمجھنا شرک ہے

اللہ تعالیٰ ہی کو غیب کا علم ہے اگر کوئی یہ کہے کہ کوئی دوسرا بھی غیب کا علم جانتا ہے تو وہ شرک کا مرتکب ہو رہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (سورۃ المومنون آیت ۹۲)

کھلے اور غیب کا جاننے والا وہ بالاتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (سورۃ انعام آیت ۵۹)

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا اس کے سوا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے زیادہ برگزیدہ بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی قرآن میں کہلوایا۔

وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (اعراف آیت ۱۸۸)

اگر میں غیب جانتا تو بہت سی خوبیاں جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف اور برائی نہ پہونچتی میں تو صرف نافرمانوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں اور ایمان والوں کو خوشخبری سناتا ہوں۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اعلان کروایا گیا اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ میں کئی مقامات پر یہ بات ملتی ہے مثلاً واقعۂ افک جس میں بی بی عائشہؓ پر تہمت باندھی گئی اور جس سے حضورؐ بھی متاثر ہوئے صفائی اس وقت تک نہ ہوئی۔۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے طرف سے آیات نازل نہ ہوئیں۔ بیعت رضوان کا واقعہ

جس میں حضورؐ کو حضرت عثمان کے حال کی خبر نہیں ہوتی حالانکہ آپ زندہ تھے۔ حضورؐ نے ان کے شہادت کا بدلہ لینے کے لئے بیعت لیا۔ کئی حفاظ صحابہ کا شہید کر دیا جانا، اور حضورؐ ان کافروں کی سازش سے لاعلم رہے ایسے متعدد واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کو غیب کا علم نہ تھا۔ جب سب سے زیادہ بزرگ اور چہیتے رسولؐ کو علم غیب، نہیں دیا گیا تو پھر حضورؐ سے کم درجہ کے لوگوں اولیاء اللہ اور صالحین کو علم غیب تھا سمجھنا شرک ہے۔ بی بی عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس نے دعویٰ کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے تو اُس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام لگایا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اے نبی کہہ دو کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا آسمانوں اور زمین میں رہنے والے کسی کو بھی نہیں ہے۔

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔ (النمل ۶۵)

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی قیامت تک ہونے والی پیشین گوئیاں اور بعض واقعات کے تعلق سے حضورؐ کے ارشادات غیب کا علم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے باتوں کو اللہ کے حکم سے لوگوں کو معلوم کروانا ہے جس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (بقرہ آیت ۲۵۵)	وہ جانتا ہے جو کچھ مخلوقات کے سامنے ہے اور جو کچھ اُن سے اوجھل ہے اور اس کے علم میں سے کسی چیز پر بھی وہ احاطہ نہیں کر سکتے اِلّا یہ کہ وہ جس چیز کا چاہے انہیں علم دے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کسی جزو کی حد تک اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے علم دیتے ہیں۔ اس سے زیادہ کسی کو علم نہیں ہوتا۔

اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھ لاکھ درود وسلام ہو۔ انہوں نے علم غیب کے تعلق سے پوری طرح واضح طور پر سمجھا دیا کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو علم غیب نہیں چنانچہ ایک اور حدیث میں آپ فرماتے ہیں۔

وَاللہِ لَا اَدْرِیْ وَاللہِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ (بخاری)

اللہ کی قسم میں نہیں جانتا، اللہ کی قسم میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور کیا کیا جائے گا مجھے معلوم نہیں۔

ان توضیحات کے بعد بھی اگر کوئی دوسروں کو علم غیب کا جاننے والا سمجھے تو وہ شرک کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ آج ہم یہی سمجھ کر منتیں مرادیں مانگتے ہیں کہ وہ ہماری ضرورت کو غیب سے جان لیں گے۔ کوئی دل ہی میں نذر مانگ لیتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ بزرگ کو اس کی اطلاع ہو گئی ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ سے شرک ہے۔

نماز کا نہ پڑھنا شرک ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

مُنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ وَاتَّقُوْہُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ (سورہ روم آیت ۳۱)

اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتے ہوئے اسی سے ڈرو اور نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ نماز کا قائم نہ کرنا گویا شرک کرنا ہے قرآن شریف کے اس آیت کی تصدیق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

وعن جابر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بین الرجل و بین الشرک ترک

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ.. انھوں نے سنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اور شرک کے درمیان

 نماز ترک کرنے کا فرق ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایمان اور کفر کے درمیان نماز کا فرق ہے۔ (ترمذی)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اعمال میں کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔ بجز نماز کے۔ (ترمذی)

یہ بات ایسے بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا نماز قائم کرو اور نفس نے حکم دیا جلدی کیا ہے پڑھ لیں گے یا یہ کہیں کہ نماز کی ایسی کیا اہمیت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا نماز کا وقت پر پڑھنا فرض ہے، دوستوں نے کہا سیر و تفریح کر لیں گے، اذان میں اعلان ہوتا ہے کہ فلاح نماز میں ہے ہم نے کہا ہماری فلاح و کامیابی نوکری تجارت اور دیگر مصروفیات میں ہے، نماز کے حکم سے اعراض کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اپنی ذہنی اختراع اور خواہشات کو عزیز رکھنا ہے۔ یہی خواہش نفس کی پیروی ہے اور یہی شرک ہے۔

نماز کا قائم کرنا اپنے اندر ملّت کی زندگی کا مفہوم رکھتا ہے۔ پانچ وقت مسلمانوں کا اجتماع دین کے قیام کا سب سے بڑا ذریعہ ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جس نے نماز کی محافظت کی اس نے دین کی محافظت کی جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے دین کی عمارت کو ڈھا دیا۔

بحیثیت مسلمان ضروری ہے کہ ہم نماز کو اپنی زندگی کا لازمی جزو بنا لیں۔ نماز کو چھوڑنا شرک کا مرتکب ہونا ہے اور یہی ابدی خسران کا موجب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ پر حکم لگانا کہ وہ نہ بخشے گا شرک ہے

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ○
اس کے سوا ان کا کوئی کارساز نہیں اور نہ وہ اپنے حکم میں کسی کو

شریک کرتا ہے۔

(کہف آیت ۲۶)

اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر حکم لگانے والے شرک کے مرتکب ہوتے ہیں اور اُن کے سب نیک اعمال اکارت ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر غضبناک ہوجاتا ہے۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے۔

عن جندب بن عبد اللہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رجل لا یغفر اللہ لفلان فقال اللہ عزّ وجلّ من ذالذی یتالیٰ علیّ ان لا اغفر لفلان انی قد غفرت لہ احبطت عملک

(مسلم)

جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو نہ بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کون ہوتا ہے کہ مجھ پر ایسی قسم کھائے کہ فلاں کو نہ بخشوں گا میں نے اسے بخش دیا اور اس قسم کھانیوالے کے سب عمل برباد کر دیئے۔

ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ یہ کہنے والا ایک عابد شخص تھا اس کی ایک بات نے اس کی دُنیا و آخرت تباہ کر دی۔

یہ اس لئے ہوا کہ اس نے اللہ تعالیٰ پر حکم لگا کر شرک کا مرتکب ہوا۔ کیونکہ اس نے حکم لگا کر اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنا مقام ظاہر کیا تب ہی تو اللہ پر حکم لگایا جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناگوار ہے اللہ تعالیٰ جبّار وقہار کی تو وہ شان ہے کہ انبیاء اور ملائکہ تک زبان کھولنے کی جرأت نہیں کر سکتے وہاں ایک عام انسان کی زبان درازی کرنا اپنے اعمال کو برباد کر لینا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے انتہائی عجز و انکساری اور اس پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے دُعا کرنا چاہیئے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اس طرح دُعا نہ کرے کہ اے اللہ مجھے بخش دے اگر تو

چاہے مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے، بلکہ پختہ طور پر سوال کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو دبانے والا کوئی نہیں، مسلم شریف میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے بڑی سے بڑی چیز طلب کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی چیز بڑی نہیں ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم ہے کہ تمام مخلوق جو ابتدا سے قیامت تک ہوگی اگر اپنی اپنی وسعت کے مطابق مطالبات اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھے اور اللہ تعالیٰ انہیں پورا کر دے تو بھی اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں ذرہ برابر کمی نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی چیز بڑی اور ناممکن نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہم جو چیز چاہے مانگ سکتے ہیں لیکن اس پر حکم نہیں لگا سکتے۔

اللہ تعالیٰ پر حکم لگانا اس صفت حاکمیت میں شرک ہے وہ اپنے حکم میں اکیلا ہے۔

قبروں پر مسجد تعمیر کرنا، قبروں پر چراغ جلانا، بزرگانِ دین سے غلو کرنا مشرکانہ افعال ہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ یَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ ... (المائدہ آیت ۷۷) اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو مت کرو۔ غلو کے معنی حد سے بڑھ جانے کے ہیں۔ شرک، بے دینی، بت پرستی اور جہالت کی اصل یہی غلو ہے۔

عیسائیوں نے حد سے زیادہ عقیدت میں عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا ڈالا۔ اور یہودیوں نے حضرت عزیرؑ کو اسی وجہ سے اللہ کا بیٹا بنا ڈالا۔ کفار ان قریش کے معبود ودّ، سواع، یغوث، یعوق وغیرہ قوم نوح علیہ السلام کے نیک لوگ تھے۔ جب وہ مر گئے تو لوگ پہلے اُن کی قبروں کے مجاور بنے پھر بطور یادگار مورتیاں بنالئے پھر زمانہ دراز گذرنے پر اُن کی عبادت کرنے لگے۔

اسی غلو کے تعلق سے حضورؐ نے قوم کو مسلسل انتباہ دیا چنانچہ ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم غلو سے بچو اس لئے کہ پہلی امتوں کو اسی غلو نے تباہ کیا۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ) ایک اور جگہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حد سے نہ بڑھانا جیسا عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو بڑھا دیا۔ میں صرف بندہ ہوں اس لئے تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ (بخاری ومسلم)

ایک اور جگہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکلّف اور حد سے بڑھنے والے ہلاک ہوگئے ایسا آپ نے تین مرتبہ دہرایا۔ (مسلم) افسوس مسلمان حضورؐ کی متابعت اور اطاعت میں تو آگے نہ بڑھ سکے مگر غلو کرنے میں حضورؐ کے انتباہ کو نظر انداز کرکے کہنے لگے احمد اور احد میں میم کا پردہ ہے، کبھی یہ کہا کہ معراج میں عرش پر حضورؐ ہی تشریف فرما تھے۔ بالفاظِ دیگر گویا حضور ہی خدا بنے ہوئے تھے۔ نعوذ باللہ کیا ایسی باتیں ایک مومن اور موحد کیلئے زیبا ہے۔ ہرگز نہیں۔ حضورؐ کی محبّت کا عین تقاضہ تو یہ ہے کہ آپ کے بتلائے ہوئے طریقہ پر جان و دل سے عمل کریں، اسی میں ملّت کی کامیابی پوشیدہ ہے۔

لوگ پہلے بزرگوں سے عقیدت میں غلو کرنا شروع کرتے ہیں۔ پھر معبد بننا شروع ہو جاتے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی شدت سے اس فعل سے روکا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب حضورؐ پر جاں کنی کا عالم ہوا تو آپ نے اپنے چہرہ پر ایک چادر اوڑھی، جب دم گھٹتا تو چادر ہٹا دیتے۔ اسی حال میں آپؐ نے فرمایا اللہ کی.. لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر انھوں نے اپنی انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (بخاری ومسلم)

ایک دوسری حدیث میں حضورؐ نے خبردار کیا کہ خبردار تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بنانا میں تم کو اس کی ممانعت کرتا ہوں۔ (مسلم) مسند احمد میں ابن مسعودؓ سے بسند حسن مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ سب سے بدترین ہوں گے، جو

زندہ ہوں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی اور وہ لوگ بھی (سب سے بدتر ہونگے) جو قبروں کو مسجد بنائیں گے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ وہ بدترین لوگ جن پر قیامت قائم ہوگی۔ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو تشبیہ دی ہے جو قبروں کو مسجد بنائیں گے اسطرح آپ نے اس شرک کو شدت سے روکنے کی کوشش کی اور اس کا دروازہ بند کیا۔ آپ نے واضح طور پر فرمایا "اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پرستش کی جائے اللہ تعالیٰ کا سخت غضب نازل ہوا اُن قوموں پر کہ انھوں نے اپنی نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا" (موطا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضورؐ کی مزار مبارک اِن گندگیوں سے پاک ہے انشاءاللہ قیامت تک رہے گی افسوس ہماری قوم پر کہ انھوں نے ہر ملک ہر بستی میں بزرگان دین کے مزار تعمیر کرلئے اور عبادتیں کرنے لگے۔

بھائیو غور کیجئے جس کام کے کرنے پر حضورؐ نے لعنت نہ بھیجی ہو یہود و نصاریٰ پر اسی فعل کی وجہ سے کیا ہم رحمت اور ثواب کے مستحق ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ابن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی اور ان پر بھی لعنت کی جو قبروں پر مسجدیں بناتے ہیں اور چراغ جلاتے ہیں۔ (ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

ایک اور جگہ حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ، مجھ پر درود پڑھو یقیناً جہاں کہیں سے درود پڑھوگے مجھے پہونچ جائے گا۔ (ابوداؤد) اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ فرمانے کا مقصد گھروں میں نفلی نمازیں اور تلاوت قرآن پاک کا اہتمام کرنا ہے۔ اسی طرح آپ نے اپنی قبر کو میلہ بنانے سے منع فرمایا اسکا مطلب یہ ہے کہ عید کی طرح مخصوص کرکے ایک دن جمع نہ ہوں جیساکہ بزرگان دین کی مزارات پر مخصوص دنوں میں عرس منعقد کیا جاتا ہے۔

ہم ذرا مندرجہ بالا احادیث پر کچھ دیر غور کریں تو یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ اس بدقسمت ملت نے حضورؐ کے احکامات کے خلاف اپنی کمر کس لی ہے۔ حضورؐ نے ایک دن جمع ہونے سے منع کیا ہم دن تاریخ مقرر کرکے عرس مناتے ہیں، حضورؐ نے قبروں پر چراغ جلانے سے منع فرمایا گو ہم اہتمام کرکے سوہزاروں چراغ جلاتے ہیں۔ حضورؐ نے عورتوں کو قبرستان جانے سے منع فرمایا، آج ہماری عورتیں مردوں سے زیادہ قبرستانوں میں نظر آتی ہیں۔

آج جس پستی اور ذلت سے ہماری ملت گذر رہی ہے اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ملت اسلامیہ بےعملی کا شکار ہوکر ممنوعہ کام کرکے اللہ تعالیٰ کی لعنت کی مستحق ہوگئی ہے جس قوم پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہوجائے تو پھر اس قوم کا حال اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان اپنی پستی اور نامرادی پر غور کریں اور ان مشرکانہ افعال سے توبہ کرکے اپنے رب کو راضی کریں۔

ہر اونچی مزار کے دامن میں ایک مسجد نہ صرف اس لئے بنائی جاتی ہے کہ اولیا اللہ کی قربت سے نماز کا اجر زیادہ ہوگا اور اولیاء اللہ خوش ہوں گے۔ بس یہی عقیدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور حضورؐ کے تعلیمات کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس عظیم گناہ شرک سے بچائے اور ہمیں دین کی سربلندی کے لئے سچا موحد بنادے اور اپنی رضامندی عطا فرمائے۔ آمین۔

کڑا، چھلا، گنڈا، بلا دفع کرنے کے لئے پہننا شرک ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ

کہہ دیجئے کہ بتاؤ جن چیزوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی ضرر پہونچانا چاہے تو کیا وہ اس ضرر کو

بِرَحْمَتِهٖ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝
(سورۃ الزمر آیت ۳۸)

دور کر سکتے ہیں یا اللہ اگر مجھ پر رحم فرمائے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں تو کہہ دے مجھے تو اللہ ہی بس ہے اسی پر سب توکل کرنیوالے توکل کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ کوئی بھی شے کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔ در اصل اللہ پر توکل ہی ہمارے لئے کافی ہے۔

عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا حلقہ کڑا یا چھلہ دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ داہند کی وجہ سے ہے تو حضورؐ نے فرمایا اسے اتار دے یہ تجھے کمزوری کے سوا کچھ نہ دے گا۔ بلاشبہ اگر تو اسے پہنے ہوئے مرجائے گا تو کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ (احمد) ایک اور مرتبہ آپ نے تعویذ سیپی وغیرہ لٹکانے والے کے حق میں بد دعا فرمائی۔ مسند احمد میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو تعویذ لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کا مطلب پورا نہ کرے اور جو سیپی وغیرہ لٹکائے اللہ تعالیٰ اسے آرام نہ دے ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے تعویذ لٹکایا سو شرک کیا۔

ایک اور حدیث میں جس کو امام ترمذی اور امام احمد نے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن حکیمؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کسی چیز کو لٹکائے گا اسی کے حوالے کیا جائے گا۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے منتر تعویذ اور گنڈے اور حُب کے اعمال سب شرک ہیں۔ (احمد، ابو داؤد) حضورؐ نے ایک اعلان کرنے والے کو بھیجا کہ اونٹ کے گردن میں تانت نہ رہے اگر ہو تو کاٹ دیا جائے۔ (مسلم) یہ تانت نظر نہ لگنے کے لئے باندھ دی جاتی تھی۔

آج کل بھی لوگ سواریوں، موٹر گاڑیوں اور دیگر سامانوں کو نظر نہ لگنے کے لئے بال، بھینلادے اور کوڑیوں وغیرہ باندھتے ہیں۔ وہ بھی اسی میں داخل ہیں۔ پس

معلوم ہوا کہ تعویذ چھلّے گنڈے، تانت وغیرہ تمام شرکیہ اعمال ہیں ان سے بچنا چاہیئے۔
البتہ حضورؐ نے ایسے الفاظ جن میں شرک نہ ہو پڑھنے اور دم کرنے کی اجازت دی ہے۔ بعض قرآنی آیات بھی حضورؐ نے مختلف مواقعوں پر پڑھنے کی تعلیم فرمائی، البتہ قرآن شریف کے آیات لٹکانے کے بارے میں بعض صحابہ اور سلف صالحین اجازت دیتے ہیں اور بعض منع کرتے ہیں۔

بدفالی شرک ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے بدفالی نے اپنے کام سے روکا تو اُس نے شرک کیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ اس کا کفارہ کیا ہے، تو آپ نے فرمایا وہ یہ کہے کہ اے اللہ تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں اور تیرے پرندے کے سوا کوئی پرند نہیں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (مسند احمد)
حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدفالی شرک ہے۔ ایک اور جگہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کی بیماری دوسروں کو نہیں لگتی نہ بدفالی کوئی چیز ہے، نہ الو کا بولنا کوئی اثر رکھتا ہے اور نہ صفر کچھ ہے۔ (بخاری مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو بدفالی سے بچانے کے لئے تین تین مرتبہ تاکید فرمائی۔

عن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطیرۃ شرک، الطیرۃ شرک الطیرۃ شرک

عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے۔

آج چودہ سو سال گذر جانے کے بعد بھی مسلمانوں میں بدشگونی کا رواج جو ایک

کبیرہ گناہ اور ناقابل معافی جرم ہے پایا جاتا ہے۔ آج بھی الّو کے پکارنے سے شگون لیا جاتا ہے اور صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھ کر بدشگونی لی جاتی ہے اور خوشی کا کام کرنے سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ آج بھی مسلمانوں میں غیر مسلموں کی طرح چیچک نکلنے پر دوسروں کو دور رکھا جاتا ہے، دراصل کافر یہ بیماری کسی دیوتا کے غضب کی علامت سمجھتے ہیں مسلمان اُن سے متاثر ہو کر برہمنوں کے ذریعہ اس مرض کا علاج کراتے ہیں۔ اللھم احفظنا یہ تو کھلا شرک ہے۔

عام طور پر لوگ نجومیوں سے ہاتھ دکھواتے اور فال کھلواتے ہیں جو ایک شرکیہ فعل ہے چنانچہ بی بی حفصہؓ نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی خبر بتلانے والے کے پاس جائے پھر کچھ پوچھے تو اُس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ (مشکوٰۃ) گویا نجومیوں کو ہاتھ بتلانے سے عبادتیں اکارت ہو جاتیں ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس فعل بد سے محفوظ رکھے۔ آمین

طاغوت کی پیروی شرک ہے

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (سورۃ النحل آیت ۳۶)

اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ وہ کہیں کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت سے بچو۔

جیسے سورہ بقرہ میں ارشاد ہے۔

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا (البقرہ ۲۵۶)

پس جو شخص طاغوت سے کفر کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے اس نے درحقیقت مضبوط سہارا تھام لیا جو ٹوٹنے والا نہیں۔

طاغوت کا مطلب ہے حد سے آگے بڑھ جانا اس لفظ کا اطلاق ہر اس چیز کی محبت

پر ہوتا ہے جو حد سے بڑھ جائے ۔ علامہ ابن قیمؒ نے طاغوت کی تعریف میں فرمایا کہ طاغوت ہر اس چیز کو کہیں گے جس کے ذریعہ بندہ اپنی حد سے آگے بڑھ جائے ۔

اس تعریف کی روشنی میں ہر قوم کا طاغوت وہ ہو گا جسے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے مقابلہ میں اپنا مقصد اور محور بنا لیا جائے ۔

وطن کی حد سے بڑھی ہوئی محبت بھی طاغوت کی تعریف میں آتی ہے چنانچہ اقبال نے فرمایا ۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو اس کا پیرہن ہے وہ مذہب کا کفن ہے

موجودہ طرز حکمرانی اور غیر اللہ کا قانون بھی طاغوت کی تعریف میں آتے ہیں ، جیسے ارشاد خداوندی ہے ۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ (انعام ۵۷) حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے ۔

جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے ۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ۝ اور جس نے اللہ کے نازل کئے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کیا تو یہی لوگ ظالم ہیں ۔

کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے مقابلہ میں انسانوں کے قانون کو تسلیم کر لیا ۔

درحقیقت اسی نوع کے طاغوت کی پیروی شرک ہے ۔ اس لئے ایک مومن ایمان کے تعلق سے ایک واضح نقطہ نظر رکھتا ہے اور اسی کے تحت اس کی سعی و جہد ہوتی ہے وہ اس انقلاب کا داعی ہے جس سے ساری دنیا میں اللہ کا قانون نافذ ہو جائے ۔

موجودہ مادّی نظریات شرک ہیں

اللہ تعالیٰ جب انسان کو ذہنی صلاحیت ، اقتدار اور دولت سے نوازتا ہے

توانسان یہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کی عقل اور دانشمندی کا ثمرہ ہے اور یہی شرک ہے۔

چنانچہ قارون نے اپنی دولت کا انتساب اپنے علم، لیاقت اور ذہانت کیطرف کیا تھا اور کہا اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ (سورۃ القصص ۷۸) یہ سب کچھ مجھے اس علم کی بنا پر دیا گیا ہے۔ اسی طرح سورہ کہف میں دو باغ والے واقعہ میں اسی قسم کے ذہن کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ۔

قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِیْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا (سورۃ الکہف ۳۵) — اس نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ ایسا شاداب باغ کبھی ویران ہو سکتا ہے۔

اس کے اس گھمنڈ اور دعویٰ پر اللہ تعالیٰ نے آن واحد میں اُس کے باغ کو تباہ وبرباد کر دیا اب وہ اپنی بربادی پر افسوس کر کے کہنے لگا۔

یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْٓ اَحَدًا (سورۃ الکہف ۴۲) — اے کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا۔

تو معلوم ہوا انسان کے اپنے علم فہم اور فراست سے کمانے اور بڑے بننے کا دعویٰ شرک ہے۔ ہماری ترقی، ہماری کامیابی، ہمارا عروج تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وعنایات ہی سے انسان ترقی کر سکتا ہے۔ دراصل ہماری ساری تدبیریں، تجارت، ملازمت، صنعت وحرفت سب صرف طریقہ کار ہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نوازتا ہے۔ ورنہ یہ دنیاوی زندگی دھوکہ اور دارالامتحان ہے۔ جیسے ارشادِ خداوندی ہے۔

وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران ۱۸۵) — یہ دنیاوی زندگی محض دھوکہ کے اسباب ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ — جس نے موت اور زندگی کو بنایا تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے

کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

(سورۃ ملک ۲)

پس ہمیں چاہیئے کہ اپنی کامیابی اور ترقی پر نہ اترائیں اور نہ اسے اپنا کارنامہ سمجھیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں کا نتیجہ ہیں۔ ورنہ ہمارا یہ کہنا کہ یہ سب ہم نے اپنی عقل اور ہوشیاری سے حاصل کیا ہے ہمیں لے ڈوبے گا اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مستحق بنا دے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس قسم کے شرک سے بچائے جو اس دور کا مزاج ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان کی توفیق رفیق کرے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کی ناشکری شرک ہے

وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّا أَنْجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۝

(سورۂ یونس ۲۲،۲۳)

پھر جب یکایک باد مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ طوفان میں گھر گئے اس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لیئے خالص کرکے اس سے دُعائیں مانگتے ہیں کہ "اگر تونے ہم کو اس بلا سے نجات دے دی تو ہم شکر گذار بندے بنیں گے مگر جب وہ ان کو بچا لیتا ہے تو پھر وہی لوگ حق سے منحرف ہو کر زمین میں بغاوت کرنے لگتے ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ۝ (العنکبوت ۶۵)

پھر جب وہ انھیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یکایک یہ شرک کرنے لگتے ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ انسان جب کوئی سہارا نہیں دیکھتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف خلوص دل سے رجوع ہوتا ہے اور جب وہ کیفیت جاتی رہتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا باغی بن کر اپنی من مانی اور اللہ کے سوا غیروں کو مدد کرنے والا سمجھنے لگتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ پھر کسی لمحہ ایسے واقعات رونما کر سکتا ہے کہ وہی پریشانی دوبارہ عود کر آئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ انسانوں کو چھوٹ دیتا ہے اور دیکھنا چاہتا ہے کہ میری اس تنبیہ کے بعد بھی انسان شکر گزار بنتا ہے یا نہیں۔ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۝ (سورۃ الدھر ۳) ہم نے اُسے راستے دکھا دیا، خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب انسان کی تکلیف اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے تو بجائے اس کے کہ اس کا شکر ادا کرتے۔ اس شکریہ میں دوسروں کو شریک کرنے لگتے ہیں۔

گویا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہیں۔ یہی شرک ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۙ (سورۃ نحل ۵۴) مگر جب اللہ تعالیٰ اس وقت کو ٹال دیتا ہے تو تم میں سے ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے لگتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ شکر نہ کرنا اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا اور شرک کا مرتکب ہونا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ ارشاد ہے۔ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ .. (سورہ لقمان آیت ۱۲) جو کوئی شکر کرے اس کا شکر اپنے ہی لئے مفید ہے۔ اور شکر ادا کرنے سے اس انعام میں زیادتی ہوتی ہے۔ جیسے ارشاد ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ۝ (ابراھیم ، ۷) اگر تم شکر گذار ہوگے تو میں تم کو اور زیادہ دونگا۔

مختصر یہ کہ توحید کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بندہ بنے۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ اس طرح بیان کرتا ہے کہ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ (البقرۃ ۱۷۲) اور اللہ کا شکر کرو اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرنے والے ہو۔ اس آیتِ کریمہ سے بھی یہی معلوم ہوا کہ بندگی کا تقاضہ شکر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا شکر گذار بندہ بنائے اور شرک کی لعنت سے بچائے۔ آمین

زباں سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل
بنا یا ہے بتِ پندار کو اپنا خدا تو نے

(اقبال)

اختتام

الحمد للہ اس کتاب میں حتی الوسع یہ کوشش کی گئی ہے کہ شرک کی ممکنہ صورتوں پر سے نقاب ہٹایا جائے اور اس عظیم خطرہ سے بچنے اور بچانے کی سعی کی جائے جس میں خدانخواستہ اگر کوئی شخص مبتلا ہو جائے تو اس پر جنت حرام ہو جاتی ہے۔

وَاِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (مائدہ ۷۲)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کردے گا اور اس کا مقام جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

اتنی زبردست وعید کے بھی اگر ہم نہ چونکیں اور اس عظیم خطرہ سے بچنے کی کوشش نہ کریں تو پھر ہم سے زیادہ نادان اور بے وقوف کوئی نہ ہوگا۔ جس نے اپنی لاپرواہی سے آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ والی زندگی برباد کرلی اور آتش دوزخ کے حوالے ہوگیا۔ اللھم احفظنا۔

اس لئے ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا اور استغفار کرتے رہنا چاہیئے کہ اے اللہ ہم سے جانے انجانے میں کوئی ایسا فعل سرزد ہو جائے تو ہمیں درگزر فرما اور دوبارہ توحید خالص کا اقرار کرلیں اللہ تعالیٰ بہت بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

اسی لئے ہم اپنی خطاؤں پر اللہ ہی سے رجوع کریں کیونکہ ہمارا رب تو وہ

ہے جو ہمارے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡد۔ (ق ۱۶) ہمارا اللہ تو وہ ہے جو ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے۔ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ (غافر ۶۰) اور ۱۱، دُعائیں قبول کرتا ہے، ہمارا رب وہ ہے جو حی، قیوم، زندہ اور پائندہ ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ لوگوں کو شرک کی بربادی سے بچائے اور اسلام پر زندہ رکھے اور خاتمہ ایمان پر ہو۔ آمین

ختم شد

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
چاہے تمہیں کوئی قتل کر دے یا
آگ میں جلائے تب بھی تم شرک
نہ کرنا!
(بخاری)